معاصر سے انتخاب

فساد کی اصل جڑ ۔ تبرّا

ایک خبر کے مطابق صدر پاکستان جناب غلام اسحاق خان کے حالیہ دورۂ ایران میں ان سے پاکستان میں اہلِ تشیع کے خلاف فرقہ وارانہ کشیدگی اور امتیازی سلوک کی شکایت کی گئی اور صدر صاحب نے اس تأثر کو غلط فہمی کا نتیجہ قرار دیتے ہوئے وضاحت کی کہ اہلِ تشیع کو پاکستان میں مکمل تحفظ اور تمام حقوق حاصل ہیں۔

صدر صاحب کی تردید و وضاحت اپنی جگہ، لیکن ہم سمجھتے ہیں کہ شیعہ سنی کشیدگی آج کا نہیں، صدیوں پرانا مسئلہ ہے اور اس کا وجود صرف پاکستان میں نہیں بلکہ خود ایران سمیت شام، عراق، لبنان، ہندوستان، افغانستان، حرمین شریفین غرض ہر اس جگہ ہے جہاں شیعہ اور سنی دونوں آباد ہیں یا کسی موقع پر یکجا ہوتے ہیں۔ اس لئے ہمیں اس اصل سبب تک پہنچنے کی کوشش ضرور کرنی چاہئے جو اس کشیدگی کو جنم دیتا ہے۔

فرقہ وارانہ فساد کا سبب ہمیشہ اشتعال ہوتا ہے۔ ایک فرقہ کے بعض افراد کی کوئی کارروائی دوسرے فرقہ کو مشتعل کردیتی ہے، جس سے کشیدگی رونما ہوتی ہے اور بروقت اس کی روک تھام نہ ہوسکے تو نوبت توڑ پھوڑ، مار دھاڑ اور قتل و غارت تک جا پہنچتی ہے۔

سوال یہ ہے کہ شیعوں اور سنیوں کے درمیان کشیدگی کس کی اشتعال انگیزی سے شروع ہوتی ہے۔ اس سوال کو سامنے رکھتے ہوئے اہلِ تشیع اور اہلِ سنت دونوں کے عقائد کا جائزہ لیا جائے تو یہ حقیقت سامنے آتی ہے کہ شیعوں کے تمام اکابر تو اہلِ سنت کے نزدیک بھی پوری طرح قابلِ احترام ہیں لہٰذا ان کی طرف سے شیعوں کے بزرگوں کے خلاف کسی اشتعال انگیزی کا کوئی امکان نہیں ہے، لیکن اس کے برعکس اہلِ تشیع کے بنیادی عقائد ہی میں یہ بات شامل ہے کہ گنتی کے چند کو چھوڑ کر نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے وہ تمام جاں نثار ساتھی نعوذ باللہ غاصب، ظالم، منافق، مرتد اور کافر تھے جنہیں سنی مسلمان قرآن کے دیے ہوئے سرٹیفکیٹ "رضی اللہ عنہم و رضوعنہ" کے مطابق انبیائے کرام کے بعد بہترین گروہِ انسانی اور دربارِ نبوی سے جاری ہونے والی "الصحابی کلہم عدول" کی سند کے مطابق ایمان و اسلام کے بلند ترین مناصب پر فائز سمجھتے ہیں۔ پھر اہلِ تشیع اپنی اس رائے کو صرف رائے کی حد تک رکھنے کے بجائے، ان صحابہ کرام

(بقیہ صـ۵۲ پر)